U 23198 12-12-08

Title - MASNAVI GUL-O-SANOBAR.

Creator - Meer Taqi Meer.

Publisher - Matba Mustafai (Lucknow).

Date - 1261 H

Pages - 48.

Subjects - Urdu Shayari - Masnaviyaat.

مثنوی کمل صنوبر

ومن یتوکل علی اللہ فہو حسبہ
مثنوی گل
مطبع مصطفائی مصطفیٰ کا طبع ہو
در لکھنؤ ١٢٦١ لطف محمد خان
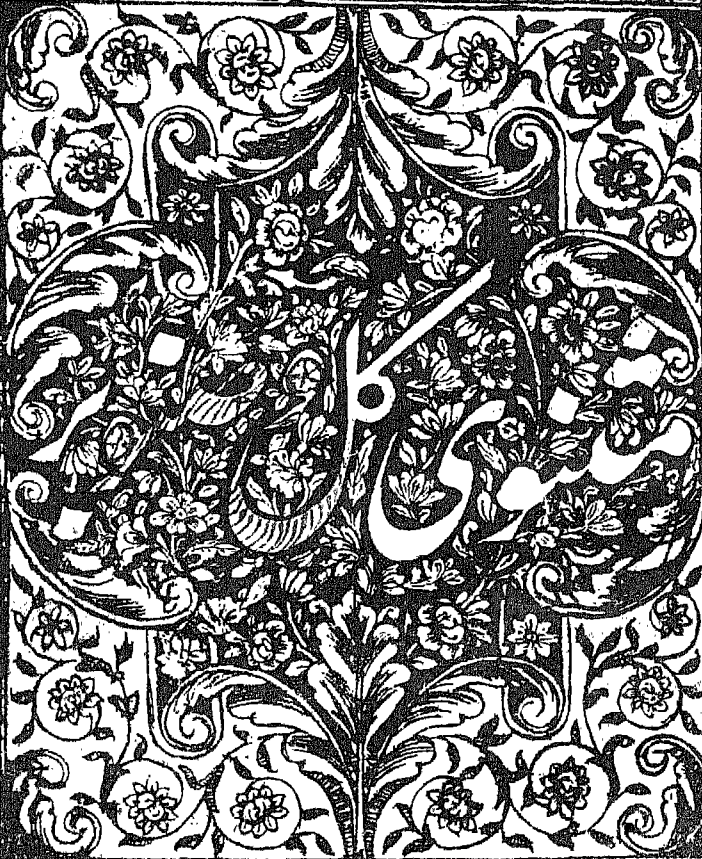
٢٣١٩٨
M.A.LIBRARY, A.M.U.
U23198

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الٰہی مجھے کر دے رنگیں رقم — کہ گلریز معنی ہو شاخِ قلم
کروں حمد کی بوستاں پر نثار — گلستانِ فکرت کی تازہ بہار
شگفتہ کیا ہے بصد آب و تاب — چمن میں شجر کی گلِ آفتاب
رخِ خوب سے حسن کو گل کیا — دلِ عشقبازوں کو بلبل کیا
گلِ نسترن کو شگفتہ کیا — صنوبر کو آزادگی کے عطا
کیا حسن کو خلق بازیب و ناز — دیا عشق کو کیا ہی سوز و گداز
شفیعِ خلائق نبی کو کیا — سپہرِ ہدایت کا شمس الضحیٰ

نعت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم

بیاں وصف اقدس کہاں تک کروں — کہ ہیں معجزات اوسکی حد سے فزوں
کہوں اوسپہ دل سے درودِ خدا — کہوں اوسکی میں آل او پر فدا

در منقبت حضرت امیر المومنین علیہ الصلوٰۃ والسلام

علی ولی صاحب انس و جان — بنا جسکی خاطر یہہ باغ جنان

امیر عرب حیدر نامدار — کہ بخشی نبی نی جسی ذو الفقار

وصی نبی شیر حق مرتضی — کہ ایک حملہ مین فتح خیبر کیا

جو عیسی کی ساری کرامات ہی — لب لعل کے اوسکی ایک بات ہی

در مدح حضرت سلطان زمان خلد اللہ ملکہ

سلیمان سریر و سکندر نشان — زہی نائب مہدی شاہِ جہان

فلک رتبہ شاہِ ملائک نظر — فلاطون بدانش فریدون بفر

نجومِ فلک خیل درگاہ او — سکندر سرافکندہ از جاہِ او

اوسی رخ سی ہی زیب صدق و صفا — جبین مطلع مہر نورِ خدا

منور وہ رخ نورِ حق سے تمام — کہ خورشید سی جسکا ادنی غلام

ہمایون وہ فرقِ مبارک کا تاج — دیا جسکو خورشید نی بہی خراج

شجاعت مین شیرِ خدا کا ہی شیر — ہوئی اوسکے حملہ سی جرات دلیر

نہ حاتم ہی ہمت مین ہرگز نظیر — یہہ ہی بادشاہ اور وہ تہا فقیر

خدا نی جو سے پرورش کی نظر — لکہا رزق عالم کف شاہ پر

عدالت درایت شجاعت سخا — ان عنصر سی جسمِ مبارک بنا

سدا صرف معنی ہی اوسکا کلام — بنا نطق عالی سی منطق تمام

کرین جس سخن کی وہ معنی بیان — فصاحت سی بڑہا ہی بس اوسمین جان

فصاحت بلاغت ہین ہو کیون نہ دہوم — کہ ہین حفظ عالم کی بالکل علوم

سکندر شکوہ اور دارا حشم — فلک مرتبت اور عطارد رقم

کروں کیا عمارت کا سشہر کی بیان ‌ ‌ کہیں رشک فردوس لا کہوں مکان

وہ ہی قصر سلطان جیسی صبح و شام ‌ ‌ سہ و مہر کرتی ہیں جہک کر سلام

کہوں مثل اوسکی کہاں ہی کہیں ‌ ‌ وہی بس ہی زیب زمان و زمین

وہ پردی دروں میں جواہر نگار ‌ ‌ لگی آکے دامن سی اوسکی بہار

مصفا لکی ششتی یوں خوشنما ‌ ‌ کہ ہیں ہیں زیور کو جیوں دلربا

وہ تصویرین خوش رنگ چہت پر چین ‌ ‌ کروں اوسپہ قربان ارژنگ چین

ہوا خلد دعوی سے اپنی خجل ‌ ‌ لکہی قاضی کن نے گویا سجل

ہوئی عین خوبی سی از بس عیان ‌ ‌ وہ ہی چشم بد دور چشم جہان

مژہ اوسکی جہالر تلک سائبان ‌ ‌ نگہ اوسمیں مفتش کی دوربان

وہ تخت مرصع سراسر جہلک ‌ ‌ سجا اوسمیں جیوں چشم میں مردمک

خدایا رہی چشم بد اوس سی دور ‌ ‌ رہی اوسکی پتلی کے تارے میں نور

وہ ہیں شاہ عادل فلک بارگاہ ‌ ‌ کری کار اکسیر جسکی نگاہ

جو ہوں بزم میں شاہ عزت فزا ‌ ‌ تو لوٹے پری سایہ پر جا بجا

وہ بزم ایسی دلکش ہی حیرت سے بہری ‌ ‌ جہاں ناچتی ہی زہرہ و مشتری

ادب سی ملایک کہڑی باندہی صف ‌ ‌ اور حور و پری رقص کر ہر طرف

لئی آفتابہ ہی وہاں آفتاب ‌ ‌ چلمچی ہی موہنہ دہولنے کے ماہتاب

وہ جمشید کا جام فخر جہان ‌ ‌ یہاں سیکڑوں ویسی ہیں پیدا کن

گلستان راحت آہی سے یہہ ‌ ‌ کہ جنت ہی یا بزم شاہی ہی یہہ

سر مہر سی دیکہہ کر یہہ سما ‌ ‌ فلک پر یہہ دیتی ہے زہرہ دعا

یہہ عشرت فزا بزم جم جم رہے — سدا رشک جمشید قائم رہے

بہار جوانی رہی جوش مین — رہی دلبر عیش آغوش مین

فلک پہ رہی جب تلک مہر و ماہ — رہین شادمان تخت شاہی پہ شاہ

خدای جہان داور کارساز — کری بہدم عمر اقدس دراز

لکھون مین یہی اب شہ کو دیکر دعا — کہ اسوقت مین در اجابت کی وا (دروازہ)

رہی رایت شاہ خورشید اثر — سدا زینت دست فتح و ظفر

ہمیشہ رہی چشم حاسد کی کور — رہین سارے دشمن ہم آغوش گور

الہی رہی جب تلک آسمان — رہین تخت شاہی پہ شہ شادمان

در مدح صاحب عالم کیوان جاہ میرزا محمد حسن خان بہادر

رہی صاحب عالم عالی جناب — بنصرت قرین با ظفر ہمرکاب

کرون کیا سخاوت کا اوسکی بیان — غنی فیض سے جسکی ہی سب جہان

چہ حاتم چہ جعفر چہ معن و نظام — ہوی اوسکی ہمت کی یہہ سب غلام

نہ ہو کسطرح رشک نوشیروان — کہ ہیگا وہ فرزند شاہ جہان

رہی جب تلک یہہ زمین و زمان — رہی مہربان اونپہ شاہ جہان

رہی سایۂ رافت شاہ مین — اور شاہ جہان حفظ اللہ مین

ہمیشہ رہی دل کے حاصل مراد — رہین شادمان شہ کی سب خانہ زاد

آغاز داستان شہزادہ گل و دوچار شدن از صنوبر پری

ہوی نغمہ زن عندلیب قلم — کرون داستان ایک رنگین رقم

یمن مین تہا اک شاہ عالی مقام — فریدون حشم شاہ عنا بنام

عجب نوجوان اوسکی تہا اک پسر ‏ سہی قد پری چہرہ رشکِ قمر

مرادون کی سنکا منہ دلفریب ‏ سن و سال سولہ برس کی قریب

بلاخیز بالا بہت نازنین ‏ کہ جسکی بلائین قیامت نی لین

وہ جعدِ معنبر سیہ مثلِ مار ‏ دلِ عشاق کا جسکا ادنی شکار

قزلباش غمزہ و ترکِ نگاہ ‏ ہیں سب خانہ زادانِ چشمِ سیاہ

وہ جوشِ جوانی عجب دلربا ‏ وہ اوبہرا ہوا سینہ دلکش ادا

کہون کیا وہ اوسکی لبِ لعل فام ‏ ہوئی جمع یکجا یہ خوبی تمام

صفائی وہ دانتون کی آئی نظر ‏ کہ درِ درج یاقوت سلکِ گہر

جوانی کی چہرہ پہ چہائی بہار ‏ وہ عارض کہ گلزار کیجے نثار

وہ چاہِ ذقن مہوشِ خوبرو ‏ کری چاہِ نخشب کو بے آبرو

لبِ برگ سی گل جو جوبن وہ ہاتہ ‏ جہان بستہ ہوجائین بوسونکی ساتہ

نزاکت کمر کی لکہون اوسکی کیا ‏ کہ تحریر جونسے مین لچکا لگا

دئی سر پہ یکتاج رشکِ قمر ‏ کہ سیراب ہو جسّی باغِ نظر

سجی تن پہ ایک ایسی شاہی قبا ‏ کہ استر لگا حلّہ نور کا *

وہ ہیرا یکا تکمہ فروزان کمال ‏ گریبان مین گہنڈا لگا جون ہلال

وہ کوہی گریبان خورشید ہی ‏ وہ گہنڈا ہلالِ مہ عید ہی

جواہر ہر ایک عضو پر خوشنما ‏ بدن پر چمن حسن کا کہل اٹہا

جدہر ہو نکلتا تہا وہ ماہوش ‏ اودہر خلق گرتی تہی کہا کہا کی غش

شبِ چار دہ چاندنی سے کہلی ‏ لگی اوسکی دلکو نہایت بہلی

ہوا صحن پر ماہ کا یوں ظہور — بہا ہر طرف جیسے دریائی نور
خوشی دلمیں خاطر میں از بس فراغ — ذرہ سیر کرنی چلا سوئی باغ
چلا ناز سی ایسی وہ خوش چلن — دکھاتا ہوا اپنی تن کے پھبن
خواصیں عصا لی مرصع تمام — چلیں آگی کرتی ہوئی اہتمام
گیا اوس روش سی چمن پر گذر — گلستاں میں جس طرح باد سحر
سجا گل و بوٹی سی ایسا وہ باغ — کہ لالہ سی ہی جسکی جنت کو داغ
سہانا تھا صحن اور پھولی چمن — درختوں پہ تھیں بلبلیں نغرہ زن
کھلی نرگس و لالہ و نسترن — چنبیلی اور جوہی چمن کے چمن
بگرد چمن نہر آب رواں — شدہ جدول صفحۂ کہکشاں
روش پر پلنگ ایک مرصع بچھا — ہوا جلوہ گر اوس پہ وہ دلربا
معطر تھی وہاں ایسی ٹھنڈی ہوا — کہ جھٹ غنچۂ دل کو دیتی کھلا
گل و نسترن کی وہ بو باس سونگھ — گیا سر کو تکیہ پہ رکھ کر کی اونگھ
ہوا وہاں جہاں گل تھا یہہ جلوہ گر — قضارا صنوبر پری کا گذر
نثار اوسکی عالم پہ سو دل سی ہو (شہزادہ تھا) — اوتارا پری سی وہیں تخت کو
بہت سانس کا رکھ کی سینے میں پاس — دبی پاؤں آئی وہ اوس گل کی پاس
نشے سی مئی عشق کے جھوم جھوم — لیا گل کے موہنہ کو کئی بار چوم
نشے سی وہ بو سونگھی گھبرا گئی — کہ معجون سی عشق کی کھا گئی
تماشا اوس پری نی وہ گل سی کیا — تو گھبرا کی انگڑائی لیکر اوٹھا
وہ سب آنکھیں بکھری ہوئی بال میں — غزال ختن جو پھرین جال میں

ہوا کچھ جو بیدار وہ مست خواب — یہہ دیکھا کہ بالین پہ ہے ماہتاب

وہ چہرے کا عالم پہ ہو کی کا رنگ — جسے دیکھ ہو جاے خورشید دنگ

جواہر کی ویسی ہے بازو پہ پر — وہ براق سا چہرہ رشک قمر

بدن میں بھرا سب جوانی کا رس — سن و سال پوچھو تو چودہ برس

بلا جھب غضب ناز چشم سیاہ — نشیلی سی چتون رسیلی نگاہ

وتک چہرہ پہ ساری خورشید کے — بیاض گلو صبح امید کے

دہن غنچہ سان اور لب برگ گل — وہ چشم سیہ مست جیون جام مل

وہ پشواز ساری جواہر نگار — کھلی تن پہ جیسی چمن پر بہار

مغرق جھلا جھل کی اک اوڑھنی — کہ تابہ شفق سے ہے گویا بنی

اور اوس اوڑھنی پہ جنت کی جھمک — فلک پر نمایان ہو جیسی دہنک

تجلی وہ انگیا نزاکت کا کام — مہ و مہر ادنی ہیں جسکی غلام

کہوں کیا کنٹھے کی اوسکی پھبن — لگی گرد خورشید کی سی کرن

وہ پاجامہ تک چین کا بے بدل — کہ جسپر سے جا وے نظر بہی پھسل

وہ شلوار بند اوسکا آویزہ دار — بندھا جسکے جنبش سے دل کو قرار

کہاں تک کرون حسن اوسکا بیان — ثنا و صفت میں ہے عاجز زبان

پری دیکھ کر گل ہوئی دلمیں شاد — کہا میری گھر بیٹھے آئی مراد

لڑی آنکھ سے آنکھ مستانہ وار — دل و جان ہوے سینہ میں بیقرار

محبت کی ہیں گرم بازاریان — لگائی نہانی یہہ دلمیں دکان

لگا ہونے سودا ہی دلیا لگے — دیا دونون نے دل پہ بیعانہ لگے

اثر عشق نے گل کے دل میں کیا
سنبھل کر بکی ساتھ اوسی کہا

عجب حسن ہی اور عجب ناز ہے
نہیں ناز بالکل یہ اعجاز ہے

کرم آپ نے اپنا مجھ پر کیا
مہر فرمائیے آپ کا نام کیا

کہا ہنس کے ایک بھولی انداز سے
کہ کہتی ہیں شاید صنوبر مجھے

بہت آپ ہیں گرم شیرین کلام
ذرا ہم سنیں آپ کا بھی تو نام

کہا تھا اب تک تو گل میرا نام
مگر اب سی قمری ہوں تیرا غلام

ہوئیں باتیں جب اس طرح چاہ کے
ہوس نے دلوں میں بھی کچھ راہ کے

حیائی گیا درمیان سی کنار
لگی ہونی آپس میں بوس و کنار

ملی چھاتی سی چھاتی اور لب سی لب
خوشی سی پھڑکنے لگے عضو سب

لب و چشم و سینہ پھڑکنے لگے
نزاکت سی سینے دھڑکنے لگے

صفائی بدن کی کیا اوس نے گل
سر گل و صنوبر صنوبر پہ گل

غرض سی ہوئی ایسی دونوں کی مست
کہ یوں جیسے مدہوش بادہ الست

صنوبر کا عالم دو بالا ہوا
گل ناز پرورده لالہ ہوا

وہ یوں مست عشرت تھی باہم مگر
لگی اس سمین پہ فلک کی نظر

گئی کھل جو انکی میں چشم فلک
ہوئی صبح باہم سی کچھ کھٹک

ہوئی نوحہ گر سنبل شاخ شاخ
لعقوبت جگر سوز مرغ سحر

ہوئی چشم گل اشک شبنم سی نم
لگی پیٹنی چھاتی بگلی سی زخم

ہے کو زمیں اپنی ہا کا تھا اوڑھ
اوٹھی چھاڑ دامن کہا آہ کر

کہا چاہئے اس وقت باقی ہوں میں
بجی گال تو ہر شب کو آتی ہوں میں

تمہیں جاتی ہون اپنی دل کو دیئے | ذرا اسکی رہنا خبر تم لیئے
کہا گل نے پھر اشک ای میری جان | مجھے چھوڑ جاتی ہو بسمل کہان
کرو حال پر میری کچھہ تم نظر | کیا عشق نے میرا ٹکڑے جگر
پری دلمین گھبرائی سنکر کی آہ | لگی کہنے گل سے کہ ای رشک ماہ
مین دلسے اگر ہوسکے تجھپر نثار | کرون کیا کہ میرا نہین اختیار
یہہ کہہ بیٹھہ کر تخت اوپر چلے | لگی گل کو ہونے بہت سنسنے لگے
گرا بس یہہ کمہلا کی اوس حال سے | خزان مین گرین پھول جیون ڈال سے
روانہ ہوا پر ہوا تخت اودہر | لگا کہنچنے دل پرے کا ادہر
اوڑا یا سے تخت بر حال تنگ | اوڑا چہرے سے وہ جوانی کا رنگ
جگر مین غم آنکہون مین نم دلمین درد | لب نازنین پر فقط آہ سرد
نزاکت سے جو کر نہ سکتی تہی ناز | اوٹھانی پڑی اوسکو سوز و گداز

خبر دادن شمشاد نامی پری زاد مادر صنوبر را بر عشق گل و صنوبر و مبتلا شدن صنوبر بقید زندان

پہنی عشق سے تہی پری در غضب | ہوا اور ستم پر غضب در غضب
کہ شمشاد نامی پری زاد تہا | پری سے تہی کی اوسنے کچھہ التجا
نہ مانا پری نے جو اوسکا کہا | یہی بغض تہا اوسکی دلمین بہرا
ہوا نا کہان اوسکا اودہر گذر | صنوبر اور گل کو بہم دیکھکر
زبس آتش رشک سے ہو کباب | گیا گہر صنوبر کی دوڑا شتاب
صنوبر کی مان سے وہ سب ماجرا | جو دیکہا تہا اوسنے لعینہ کہا

یہہ سن اوسنی غصی سی گردن ہلا — کہا لو سنو یہہ بنا گل کہلا

ذرا آوہی تو پاس میری سبہی — بنائی ہون کیسا ہی اوٹھی ابہی

وہ بیٹھی تہی غصی سی غم مین بہری — کہ بس وون ہی پہونچی صنوبر پری

بہری اشک انکہون مین چہرہ اوداس — پراگندہ ہجران سی ہوش و حواس

نہ رنگت وہ باقی رہی اور نہ نور — ہوا چہرہ پر عشق کا سا ظہور

وہ ملکہی پیشواز سر کی سی چین — ہوا دیکہہ کی اوسکی ماکو یقین

کہا پیس کی دانت ابرو کو تان — اری آج ابتک رہی تو کہان

بہلا تو نی کمبخت جا جا کی باغ — لگایا یہہ بس میری عزت مین داغ

صنوبر گئی کانپ ہو سہمگین — کہ وہ تہی نزاکت بہری نازنین

غرض ہو کی غصی سی چین بر جبین — صنوبر سی ہانپی لیا تخت چہین

جدائی کا غم دلمین تہا بس بہرا — یہہ رونیکا گویا دلاسا ملا

غم ہجر سی جی نکلنے لگا — جگر خون مژہ پر اوبلنی لگا

وہی رشک خورشید تصویر یار — ہوئی مردم دیدۂ اشکبار

کہا قید کا کچہہ نہین غم مجہی — مگر چہوڑ آئی تہی غش مین اوسی

خدا جانی کیا حال اوسکا ہوا — کہ وہ مجہپر ہی جان و دل سی فدا

مین لونڈی ہون اوسکی ہمیشہ کو گر — میری گل کی لادیوی کوئی خبر

صنوبر کی اس حال پر رحم کر — دلا تو ہی سب سی چلکی گل کی خبر

بیہوش آمدن گل از حالت عشق و بیتاب شدن در ہجر جگر دوز و درد فراق جانسوز صنوبر

لگی کانپنے تھر تھر پر
خواصین او سہیلین اپنی مونہہ ہاتہہ دہو
کوئی آفتابہ لئی لعل کا
کوئی ماہ رو آئینہ ہاتہہ مین
وہ یون گل کے سب گرد آئین نظر
یہہ دیکہا کہ گل ہی زمین پر پڑا
ہوا تنگ یکبارگی سب کا دل
چہڑکنے لگے کوئی مونہہ پر گلاب
کوئی نازنین پنکہی جہلنے لگے
کراہتی ہی گل آیا کچہہ ہوش مین
کیا یاد وہ شوق کی دل مین جوش
نظر جب او جالا سا آنی لگا
مچا غم محبت کی سینہ مین دہوم
غم و درد ہو ہو کی سینہ مین بہر
گئی دل کے سب بہول فرزانگی
ہوا اوسکو دشوار دل تہامنا
غم ہجر سی بس تڑپتا ہوا
دئی پردی چہوڑ وا چپکہٹ مین جا
کبہی ہو کی ہجران سی بیکل کمال

قرنبیق خور سی گلاب بہر
ہر ایک اپنی عہدہ پہ ہوشیار ہو
چلمچی چہڑ او کوئی دلربا
چلی کھینچنے پوشاک کی ساتہہ مین
ستارون کا جہرمٹ جیون ماہ ہو
نہ وہ حسن چہرہ کا باقی رہا
لگیں کرنے تدبیرین آپس مین مل
کوئی لخلخہ کی لائی شتاب
کوئی عطر تلوونمی ملنی لگے
سنگہایا پری کو ہوا غش مین
پراگندہ ہونی لگی جان و ہوش
اندہیرا سا آنکہون مین چہانی لگا
ہوا دل پہ فوج الم کا ہجوم
دکہانی لگے اپنا اپنا اثر
ہوا سینہ دیوان دیوانگی
کبہی تو تڑا موت کا سامنا
وہ ناچار بارہ دری تک گیا
رہا لیٹ مونہہ ڈہانپ رونی لگا
تڑپتا تہا بستر پہ بسمل مثال

کبھی شدتِ غم سے ہو نیم جان — وہ رو رو کے کرتا تھا آہ و فغان
لگی کان آواز گھڑیال پر — گھڑی چین فرقت کی پیشِ نظر
کبھی گرمیِ غم سے جاتا تھا کانپ — کبھی رونے لگتا تھا موہنہ ڈہانپ
تبِ ہجر سے شمع ساں دلمین سوز — کٹی ہای شامت بھرا کب یہ روز
کبھی دوڑ دوڑ اوٹھ کے چلنے راہ — کہ کتنا رہا دن یہ کرتا نگاہ
کٹا روزِ شامت ہوئی جبکہ شام — کی آرائشِ عاشقانہ تمام
ہوئی عشق کے حسن مین سب نمود — بجا ہی مسی لب پہ آہون کا دود
اوسے زلفِ شبرنگ کا دھیان تھا — یہی سرمۂ چشم فتان تھا
ہوا شعلہ خیز اوسکا ہر موی تن — بنا بس یہ زر تار کا پیرہن
بندھا تھا جو فرقت مین رونی کا تار — گلی مین ہوا بس یہ موتی کا ہار
ادا اور کرشمہ اور انداز و ناز — ہوئی حیرت و آہ و سوز و گداز
جنون کو کہنا اوس سے ہوئی ہمسری — کہ ہو شیشۂ دل مین جسکے پری
سرِ شام اوسجا ہوا جلوہ گر — کہ جسجا ملی تہی وہ رشکِ قمر
روش پر وہ فرش سراسر لگا — کہ ہی اطلسِ چرخ جسپر نثار
دو رویہ جواہر کی ہر دنگیان — بھرین حسن کے جسمین تیر و کمان
جمی آگی لمپ ڈالیونکی قطار — بھری اوسمین نارنج و سیب و انار
ہوا آکی مسند پہ گل جلوہ گر — اک انداز سے گھٹنی تکیہ پہ دھر
وہ کیفیتِ باغ و سارے بہار — مگر گل کی آنکھون مین تھی مثلِ خار
مہیا سب اگر یار حوری سرشت — تو دوزخ سے کچھ کم نہین ہی بہشت

بھری تھی زبس دلمین شب کی بھار
غم و درد اگر ہوئی اوسکی یار

کبھی بیٹھ جاتا ٹہلتا کبھی
نہ جھپکی ذرہ بھی پلک سی پلک

نہ آئی پری اور گیا وقت ٹل
کبھی ہوکی بیتاب پھرنے لگا

اوٹھا اتنی مین ابر پُر زور و شور
اودہر بس ہوا سرد چلنے لگے

تڑپنے لگے برق رخشان وہان
گرجتی تھی بادل سیہ مست اودہر

گیا بندہ برسنے کا وہان جبکہ تار
برستی برستی جو کچھ تھم گیا

روان آنسوونکا جو دریا ہوا
کیا تب سحر نے گریبان کو چاک

سحر دیکھ کر ہو گیا رنگ فق
گیا تاب و طاقت نے دلبر خطاب

گئی انتظاری مین دس پانچ روز
لگی عشق کی دل مین اوٹھنے ترنگ

جو پینکی کو پالی کسی نے کھا

صنوبر کا کرنے لگا انتظار
گیا بیقراری نے دل مین قرار

مگر دل نہ اوسکا بہلتا کبھی
بندہی ٹکٹکی اوسکی سوئی فلک

چلا گل کا سینی سے دم سا نکل
کبھی اشک سان غمسے گرنے لگا

کیا ابر غم نے ادہر دل مین زور
ادہر سانس ٹھنڈی نکلنے لگے

چمکنے لگے آہ سوزان یہان
بہت شور کرتی تھی نالی ادہر

ادہر دیدۂ غم ہوئی اشکبار
تو بس غوطہ مین یہہ بھی ایکدم گیا

حبابون سے اوسکی یہہ دیدہ بھی وا
ہوئی یاس گل کو گرا درد پاک

جگر بھی ہوا جوش کہا کہا کی شوق
دیا خواب و خورنی بھی اوسکو جواب

نہ آئی پری تب بڑہا دل کا سوز
دکھائی محبت نے کچھ اور رنگ

اوسکا سا لب گہونٹنے رنگیا

سدا خون دل اپنا پینا اوسی | غم و درد کہا کہا کی جینا اوسے
جو بولا کوی پہیر موہہ کو لیا | جو چہیڑا کسی نی بہت رو دیا
نہ کہانی نہ پینی نہ سونی سی کام | شب و روز بس اوسکو رونی سی کام

فصد نمودن گل بمشورۂ طبیبان

پدر دیکہہ بیٹی کا اپنی یہہ حال | ہوا اس تفکر سی غمگین کمال
اسی رنج سی ہو کی اندوہگین | گئی جمع دانا ہی روی زمین
طبیبون سی لی تب نبض گل دیکہہ کر | کیا مشورہ سب نی مل فصد پر
بلایا سلیقی سی فصاد کو | دیا حکم سب نی کہ ہان فصد لو
بندہا بازو پر فیتہ زر لفت کا | کہ جون شاخ گلبن سی لپٹی ہی مار
رگ گل پہ جب اوسنی نشتر دیا | روان اوس سی فوارہ خون ہوا
رگ عشق نی تب کیا دلمین جوش | ہوا اوسکو معلوم وہ نیش نوش
کہا گل نی فصاد دی مرحبا | قسم ہی تجہی سر کی بہر خدا
کئی دم بدم یون ہی نشتر لگا | کہ ہی اسمین نوک مژہ کا مزا
صنوبر کی مژگان کی ارمان مین | یہی کاوشین ہین رگ جان مین

بیقرار شدن گل و فہمانیدن دل

شب ہجر نی پہر دیا گل کو داغ | کیا عشق نی دلمین روشن چراغ
شب ہجر سی جی نکلنے لگا | تف غم سی جون شمع جلنی لگا
جو زلف معنبر کا دہیان آگیا | لگا لوٹنی سینہ پر سانپ سا
جو یاد آئی جلوی نکی اوسکی جہلک | گئی برق حیرت کی دل مین چمک

بہت حال جب غم سے ابتر ہوا — یہہ رو رو کے تب دلنے گل سے کہا
کہ ہے عشق مین نامرادی سے مراد — فراموشی از خود یہہ ہے اسکی یاد
آوارگی اسکی سیدہی ہی راہ — بس آبادی اسمین ہی ہونا تباہ
زلیخا و مجنون نل و کوہ کن — پہری تب یہہ دیوانی بن بن کی بن
ہوئی دشت غربت مین جب وہ غریب — ہوا تب کہین وصل اونکو نصیب
اگر مرد ہی دشت مین ہو رواں — کہ رونا فقط ہیگا کار زنان

روانہ شدن گل بجانب صحرا و گرفتار شدن پدر و ما در در بلا

یہہ سن دلسی بس گل اوٹہا یکبیک — گریبان کو کر چاک داماں تلک
ہوا اوٹہہ کے یکبار کی یون دوان — کہ جیون طفل اشک آنکہہ سی ہو رواں
نکلنے کے گل کے ہوئی جب کہ دہوم — کیا سب نے آ گرد اوسکی ہجوم
وزیرون نے اسواسطی تا ہو ڈر — دہری گل کی زنجیر پیش نظر
کہا گل نے کیا اسمین تاخیر ہی — اگر قید کی میری تدبیر ہے
تمہاری نہین اسمین تقصیر ہی — یہہ زنجیر قسمت کی تحریر ہے
یہہ سن باپ نے غم سے نعرہ کیا — لگا گل کو سینہ سی رو رو کہا
کرون جیتے جی اپنی جو تجہکو قید — مجہی اپنی جینے کی کب ہی امید
جو پہونچی محل مین یہہ پر غم خبر — خواصین لگین چاک کرنی جگر
کوئی سے اپنے دانتون مین اونگلی دبا — لگی کہنے ہے ہے غضب کیا ہوا
کوئی باولی بنکی پہرنی لگے — کنوئی مین کوئی جا کے گرنی لگے
عجب ما کی اس غم سے حالت ہوئی — گری یون زمین پر کہ گویا موئی

ہی یک نازنین گل کی چہوٹی بہن / سمن بو پری چہرہ رشکِ چمن

لگی کہنی ای لوگو دیکہو ذرا / میرا چاند سا گل کدہر کو گیا

میرا بہائی تو ہی بہت نازنین / قدم بہر بہی چلنی کی طاقت نہین

نہین گرمیِ گل کی ہی اوسکو تاب / وہ اور ہای یہہ گرمیِ آفتاب

کبہی دَوڑ دَوڑ اوٹہہ کی کرتی تہی آہ / لگی گرنی غش کہا بحالِ تباہ

لگی کرنی ماتم زبس مرد و زن / غم آبادِ کشمیر ہوا وہ یمن

قیامت سی اوسوقت برپا ہوئی / زمین اشک سی وہان کی دریا ہوئی

غرض گل کی پیچہی روان یکجہان / تحیّر کنان اور آہ و فغان

جہان کا رہا اوسکی پیچہی ہجوم / اسی طور سی تا بسرحدِ روم

غرض آئی ہا یوس ہو سب کی سب / بہری آہ و زاری کنان زیرِ لب

صحرا نوردی گل در فراق صنوبر

بہر اوٹہا زبس گل کی سر مین جنون / چلا ہو کی تنہا بحالِ زبون

نہ مونس کوئی اور نہ ہمدم رہا / فقط ایک غم اوسکا ہمدم رہا

قدم پر قدم غش بلا کو کچہ حس / دنون تک وہ وسوسہ مین وہ راتون کی اوس

چُبہی پاؤن مین جب بیابان کی خار / کہا دل سی یہہ ہی جنون کی بہار

کبہی ہو کی مشغول سوئی خدا / یہہ کرتا دعا تہا اجی الٰہا

لکہی ہی جو مین گر ہو میری اجل / تو اتنا ہو ای خالقِ عز و جل

میری خاک سی جو اوٹہی ایک غبار / گذرگاہِ جانان پہ کیجو نثار

صبا سان کوئی دم وہ ٹہیرا نہین / ہوا دن کہین تو ہوئی شب کہین

نہ ٹھیرا کہین ایک دم بہر ذرا
مگر کوئی دم جب کہ غش آگیا

نہ تھی ایسی جنگل سے کوئی بلا
کہ اوسمین ہوا گل نہین مبتلا

کہین آگ کی گرم افغان کیا
کہین آہ کی سینہ سوزان کیا

کہین بارہی بارش کی حیران ہوا
کہین ابر سے غمکی گریان ہوا

کہین بادِ صرصر کی ویران کیا
ہوائی کہین دل پریشان کیا

رہا یونہین ایسا اک دشت گرد
اوٹھائی جفائی بہت گرم و سرد

افتادن گل بزیر سایہ درخت از غایت نقاہت وشدت ہجران وشنیدن بیتابی صنوبر از زبانی طوطی

گذرا ایکدن ایسی یہین ہوا
کہ دس دن نہ دانا نہ پانی ملا

غم وضعف سی ہو بہت ناتوان
گرا ایک شجر کی تلی سایہ سان

تہی طوطی و مینا کسی شاخ پر
لگی جس شجر کی تھا گل جلوہ گر

رہی جبکہ کچھ باقی تھوڑی سی رات
کہی تب یہہ مینا نے طوطی سی بات

نہین کرتی تم آج ذکرِ خدا
کہو تو اوداسی کا موجب ہی کیا

کہا کچھ نہ پوچھو اوداسیکا حال
کہ اسکی کہانی ہی پُر غم کمال

کیا جب کہ مینا نی اصرار سا
تو طوطی نے رو رو یہہ قصہ کہا

کہ مین آج والی کے ارمان مین
گئی سیر کرنی پرستان مین

وہان ایک دیوار پر بیٹھی جا
نظر آیا مجکو عجب ماجرا

تر و تازہ اکباغ ہی سربسر
کہ سیراب ہو جسسے باغِ نظر

شگفتہ گل و لالہ سی سب چمن
جنبیلی کہین اور کہین نسترن

روش پر کھڑی نخل سب باہمی
تر و تازہ گلبرگ سیراب سب
کھلی پھول یون ڈالیون مین تمام
ہر ایک نہر مین آب جوئین روان
ہزارون وہان بلبلین نغمہ ریز
اور اوس بوستان مین بصد دلکشی
کھڑی ایک پری ڈالی ایک انداز سی
بھار جوانی عجب دلربا *
بھرا حسن کا اوسکی سب تن مین نور
کسی کے تصور مین تصویر سے
قلق جی مین لب پر فغان دلمین غم
بلا اوسکے چہرہ پہ بکھری سی بال
جبین پر جما میل افشان غبار
جہان بستہ وہ ہاتھ تھی سر بسر
مسی سا وہ آہون کا لب پر دھوان
اور ایک اوڑہنی تھی جھیسی دوش پر
لگی گرد یون اوسکی بساری کرن
وہ یون گرتی جاتی کے آنچل نظر
بنا جال یا جامہ پر خوشنما

نسیم سحر جلوہ گر ہر طرف
کہ ہون جیسی معشوق کی لعل لب
کہ ہو دست محبوب مین جیسی جام
روش عزت سینہ شاہدان
بصوت خروش و نعرہ عشق خیز
کھڑی سایہ نخل مین ایک پری
کمر کو جھکائی ہوئی ناز سے
وہ ابھرا ہوا سینہ دلکش ادا
مگر چہری پہ عشق کا سا ظہور
کھڑی تھی وہ غمدیدہ دلگیر سی
سراپا ہی شکل رنج و الم *
پریشان سرا یون کا ہو جیسی حال
کھچا چشم مین سرمہ انتظار
کہ ٹوٹا تھا آنکھون سی خون جگر
زخون جگر سر بسر رنگ پان
رنگی رنگ مین عشق کی سر بسر
کہ مژگان خون ریز کی جیون ہین بن
مشبک ہو عاشق کا جیسے جگر
کہ جون آنکھین حیران کی ہوین وا

سموم غم ہجر سی سب بدن — ہوا ہی خزان دیدہ جیسی چمن

نہ کہانی کی سدھ اور نہ پینی سی کام — زبان پر ہی اوسکی فقط گل کا نام

غم ہجر سی کر فلک پر نگاہ — یہہ کہتی تہی وہ نازنین کرکی آہ

نہیں فیدہ کا اپنی کچہہ مجکو غم — مجھی گل کی زلف دوتا کی قسم

میرا ہجر مین حال سب جی یار ہی — وہ گل چشم مردود جیتا رہی

کبھی سوز سی دل کی ہو دردمند — یہہ رو رو کی پڑہتی تہی سودی مین بند

کرون حال دل ہای کیونکر رقم — جلی سوز غم سی زبان قلم

ترقی پہ ہی سوز دل دمبدم — بنی ہون مین شمع شبستان غم

جو ہوجای دل جلکی سینہ مین آگ — الہی سے لگی ایسی جینی مین آگ

ابد ہر عشق سے بنی ہو کی آتش فشان — جلا ہی میری شمع سان استخوان

ہر ایک موسی شعلہ نمایان کیا — میری کوشش سر و چراغان کیا

جلا شعلۂ غم سی دل سربسر — نہیں صورت زیست آتی نظر

ٹپکتی ہین آنکھوں سی لخت جگر — گریبان و دامن ہوا تر بتر

ہوا جیسے خزان یون دل بیقرار — چھٹی جسطرح چرخی رنگدار

جلا کر گئے ہون سوز غم سی تیر — جلی جیسی کاغذ کی پتلی کہڑی

ترقی پہ ہی سوز غم ہر گہڑی — ہوئی اور نکلی او نکلی میری پہلجہڑی

مژہ گل فشان اشک خوناب سی — شرر جیون ٹپکتی ہین مہتاب سی

لگا عشق آرام دل لوٹنے — لگا ہاتھ پاؤن سی دم چھوٹنے

ہوائی سی اوڑی تہی چہری پہ آہ — غم سوز دل سے جدا سے تباہ

یہہ رہ پر وہ روتی تھی زار و نزار
غم گل سے کرتی تھی ہوتی نثار

یہہ اوسکی جوانی اور جوبن کی وہ
وہ یون تڑپی افسوس معشوق مین

خدا جانے مینا وہ گل کون ہے
کہ جنکے محبت کی یہہ لون ہے

یہہ حسن و جوانی گئی اپنا بہول
کیا دل پہ اپنی یہہ صدمہ قبول

سنی جبکہ مینا نے یہہ داستان
لگی کہنے یون کرکے آہ و فغان

کہین گل کا بہی حال ہوگا تباہ
کہ کہتی مین یون دل کو ہی دلسے راہ

جو لیلی نے لی قصد اپنی وہان
ہوا رگ سے مجنون کی وہان خون رواں

جو لطف سے فرہاد نے جی دیا
تو شیرین نے مرنا گوارا کیا

ہوئی جو زلیخا کو غم چاہ مین
اوٹہاہی وہ یوسف نے بہی چاہ مین

یہہ پروانے کے سوز کا ہے اثر
جلا کرتی ہے شمع بہی تا سحر

بہلا طوطی ایسی کوئی بات ہو
پری اور گل کے ملاقات ہو

کہ اتنے مین صیاد خونے تمام
بچہایا کرن سے فلک پر جو دام

زن اک دام رکہی ہوئی دوش پہ
جو طوطی و مینا کو آئے نظر

وہ اوس زن کو دشمن سمجہہ جلد تر
گئی دو نو اوسجا سے پرواز کر

اودہر اور گئی طوطے خوش بیان
لگی اوڑنے غم سے ادہر گل کے جان

رہی گلگلی بس دلکی دل ہی مین بات
دکہائی فلک نے عجب واردات

اسی رنج سے ہو گئی غمگین کمال
تڑپنے لگا مرغ بسمل مثال

لگا کرنے حسرت سے آہ و فغان
خفا زندگی سے ہوئی اوسکی جان

پروانہ ہوا وہان سے وہ گلعذار
تن غم سے روتا ہوا نزار نزار

رسیدن گل بر کنار دریای ناپیدا کنار و دو چار شدن بحضرت خضر علیہ السلام

یہہ دیکھا کہ ہی ایک دریا روان
بجز موج ہرگز نہ کشتی وہان

اوسی دیکھہ یونس کی خشک روح
رہی موج مین اوسکی طوفان نوح

نظر آیا جب ایک بحر عمیق
ہوا بحر فکرت مین تب گل غریق

نظر آیا درویش ایک خرقہ پوش
عصا ہاتھہ مین سبز چادر بدوش

عیان چہری سی سب عبادت کا نور
کیا خضر نی آپ اوسپی ظہور

کہا دیکھہ درویش کو با طرب
کہ مطلب کا گوہر لگا ہاتھہ اب

کہا سامنی جا بعجز تمام
کہ ای پیر فرخ علیک السلام

مین ایک مرد عاجز گنہگار ہون
کہ دام جنون مین گرفتار ہون

میری حق مین اب کچہہ دعا کیجیے
مجھی یار بہر خدا کیجیے

یہہ سن اوس سے تب خضر نی رحم کہا
پکڑ ہاتھہ پار اکدم مین کیا

وہ لرزان تب غم سی جیون آفتاب
چلا سوی مغرب وہان سی شتاب

چلا جب وہان سی وہ دس کوس راہ
پڑی ایک عمارت پہ اوسکو نگاہ

اوٹہا کی قدم آیا جب اوسکی پاس
یہ دیکھا عمارت ہی گردون اساس

جڑاؤ ہین دیوارین اوسکی بنا
زمرد کا خوشرنگ پہاٹک لگا

جوان نی مکان دیکھہ کر دو پسند
جو چاہا چلون آگی در پایا بند

لگا کرنی حسرت سی آہ و فغان
گرا آ کی دیوار مین سایہ سان

ہوا ناگہان یک پری کا گذر
وہان جس جگہ تہا وہ گل جلوہ گر

پری

پری دیکھہ بس گل کے حسن و ادا
ہوئی جان اور دل سی اوسپر فدا

بردن پری گل را در باغ طلسمات و برہم و درہم گشتن باغ و آہو شدن گل از سحر پر وزد گر

اوٹہا گل کو اوسنی بدستِ ادا
طلسمات کی باغ مین لا رکھا

کہا کام کو اب تو جاتی ہون مین
مگر ایک پہر بہر مین آتی ہون مین

چہونا کوئی گل تو اس باغ کا
وگرنہ بہت سا تو پچہتا ئیگا

پری باغ مین گل کو بٹہلا یہان
گئی آپ اودہر وہ سرو جہان

یہان ہجر سی گل جو گہبرا گیا
ادہر اور اودہر غمسی پہرنی لگا

جو ایک گوشہ مین پہرتی پہرتی گیا
یہہ دیکھا کہ ہی طاق مین گل دہرا

پری کا گیا منع کرنا وہ بہول
لپک طاق پر سی اوٹہایا وہ پہول

گل باغ غم نی جو وہ گل چہوا
وہ سب باغ برہم و درہم ہوا

بنا تہا طلسمات کا سب وہ کار
اوسی گل کے گویا تہی ساری بہار

نہین باغ وہ اور نہ ایوان رہا
فقط ایک کفِ دست میدان رہا

یہہ گل فکر سی دلمین حیران تہا
بس اوپر سی ٹوٹی غضب اور اوٹہا

کہ بس سامنی آئی ایک پیر زن
بہت اوسکو آتی تہی جادو کی فن

اسی دیکھہ جلدی سی نزدیک ہو
گلی مین دیا باندہ رومال کو

گلی مین جو ہو وہ مال کل کے بندہا
تو بیچارہ گل شکل آہو ہوا

جوان پر یہہ مشکل جو تازہ پڑی
گئی بہول وحشت کی سب چوکڑی

اوٹہا کی ہرن اور رکہہ پشت پہ
چلی جلد وہ وہانسی لی اپنی گہر

ملی ایک زن اور تنہا سی راہ
کہ جادو مین تھی اوسکو بھی دستگاہ

کہا پیر زن سی ہرن مجھکو دی
اور اسکی عوض مین جو چاہی سو لی

کہا تو سنو یہہ نئی سیر ہے
ارے ہٹ نگوڑی تجھی خیر ہے

کہا لون مین تجھسی ہرن تو بھی
نہین دیکھہ تو کرتی ہون کیا ابھی

یہہ کہہ چپ سی کچھہ اوسنی جادو کیا
روان آگ کا ایک شعلہ ہوا

تو اوس دوسری نی کیا سحر عیان
ہوا ایک پانی کا دریا روان

جو پانی سی وہ آگ بجھنی لگی
تو وہ شیر بنکر گرجنی لگی

دیا پھینک آہو کو کچھہ دور پر
ہوئی یہہ بھی جادو سی ایک دم مین شیر

لگی چلنی بس وہ انکہا تون کی چوٹ
زمین پر گرین دونو لوٹ لوٹ

تو بیچارہ آہو نی فرصت سی پا
بھری چوکڑی بھر گیا وہ گیا

شب و روز کرتا تھا وحشت مین گشت
بیابان بیابان اور دشت دشت

رسیدن گل بشکل آہو در باغ دلپسند پری معشوقہ پادشاہ جنات و باز انسان شدن گل بتوجہ پری مذکور

بیابانون مین پھرتا تھا یہہ ہرن
کہ ایک باغ آیا نظر ایک دن

صنوبر کا تھا دلمین بس اسکی داغ
گیا جب تو یہہ پھاند دیوار باغ

وہان جا کی دیکھا عجب ہی بہار
کہ باغ ارم اوسپہ کیجی نثار

چمن کی روش پر عجب ہی کمال
کھڑی دلکش و دلربا سب نہال

زمرد کی پتی او زرین ڈال
پھل و پھول یاقوت کی لال لال

لگی گہنی موتی کی ہر تاک مین
ثریا لگی جسکی ہی تاک مین

زمرد کی پتون پہ ہیرے جڑے — کہ سبزی پہ جیسے ہو شبنم پڑے

جواہر کی سب جا نور گل سے زور — درختون پہ اشمین کرتی ہین شور

ہر اک شاخ پر بلبلین نغمہ ریز — نسیم سحر ہر طرف عطر بیز

لبالب بھرا بیچ مین ایک حوض — وہ سب آب گوہر سی کیسی خوض

کٹہرا زمرد کا گرد ایک ڈال — عجب صنعتون کا بنا اوسمین جال

بنا لعل و فیروزی سے سربسر — بچھا تخت یک صفحۂ حوض پر

اور اوس تخت پر یک پری دلربا — پڑی سوتی تھی خوش بناز و ادا

پڑا ہاتھ سینہ پر اک ناز سے — کمر مین بھی بل ایک انداز سے

ابھار سی سینہ مین رنگ صفا — وہ گورا شکم صاف مہتاب سا

جوانی کا جوبن بھری چھاتیان — ہوئی عین خوبی سی ان سب عیان

مہکتی تھی یون سر بسر کی مو — کہ رس بہتی ہو جیسی دولہن مین بو

وہ دانت اوسکی موتی کی گویا لڑے — شب قدر لب پر مسی کی دھڑے

بلا چھب غضب حسن چہرہ کا رنگ — جوانی کی ہر عضو مین سی اومنگ

دہن غنچہ لب لالہ رخ یاسمن — بدن سب کھلا حسن کا تھا چمن

چمن مین گیا حسن کی ہی گذار — چھپائی ہین انگیا مین گویا انار

کچھ حیران ہوا دیکھ وہ باغ گل — پری دیکھتی سے گئی آنکھین کھل

لگا کہنے یارب یہ کیسا ہی ظہور — پری ہی ہی فرشتہ ہی یا کوئی حور

کھڑا تھا یہ گل دلمین حیران سا — کہ اتنی مین اوٹھ بیٹھی وہ دلربا

اوٹھا ہاتھ کر حلقہ اور کج کمر — لی انگڑائی تک آنکھ کو بند کر

پہنچی ہاتھوں کی حلقہ میں رخ کی تاب
کہ ہالی میں ہو جسطرح ماہتاب

وہ اُمڈیسی آنکھیں رسیلی نظر
کچھہ ایک بال بکھریسی رخسار پر

خواصیں اِدہر اور اُودہر تمام
لگیں جمع ہوکر ینی جھک جھک سلام

کھڑا گل تھا آہو بنا بیخبر
پری نے پڑی آخر اسپر نظر

یہہ دیکھا کہ ہی ایک ہرن دلربا
کھڑا جو کرڑی سی ہی بہولا ہوا

پری نے کہا تب خواصوں سی ہان
اسی جا کی جلدی پکڑلاو یہان

خواصوں نی جہپٹ وان پاہن سی ل
پکڑ ڈال چادر ہرن کو لیا

گلی میں زمرد کا پٹا لگا
لی آئیں جہان بیٹھی تھی دلربا

لگا رونی آہو بہت زار زار
کہی تو کہ کرتا تہا موسی تی نثار

پری نے کہا تب کہ ہان سچ ذرا
گلی میں ہی رومال اسکی کسا

ذرا اسکو تم تو بہلا کھول دو
کہ آہو اسی سبب تو روتا ہہو

انسان شدن گل از جامۂ آہو و عرضہ دادن حال خود بحضور دلپسندپری و رحم نمودنش

لپک آئی جلدی سی ایک دلربا
جدا جیب سی رومال کو کر لیا

یہہ رومال کہلتی ہی انسان ہوا
حمل میں سی جیون ماہ تابان ہوا

اس احوال کو دیکھہ کر یکبیک
پری سی گئی تہہلی تو کچھہ جہجک

لگی کہنی تو کون ہی ای جوان
یہہ احوال تیرا ہوا تھا کہان

کہا گل نی رو رو تب احوال سب
صنوبر کا عشق اور سفر کا غضب

یہہ سب ماجرا جب پری نی سنا
تب ایک رحم سا کہا کی اوسپر کہا

صنوبر کا ملنا تو دشوار تھا ۔ مگر تجھکو مجھ پاس لایا خدا
کروں گی میں تدبیریں بے انتہا ۔ مگر آگے قسمت تیری ہے بھلا
جنوں میں ہے جو سب کا ایک بادشاہ ۔ کہ رکھتا ہے عشق اوسکی دلمیں بہی راہ
مجھے چاہتا ہے وہ از بس بجان ۔ ہیں مجبر یکو ہر شبکو جاتی ہوں وہاں
کہی تو تجھے بھی لیچلوں اپنے ساتھہ ۔ مگر آگے ہے تیری قسمت کی ہاتھہ
یہہ سنتے ہی فرحت سے خوش ہو گیا ۔ پری کی سے کہئے باصدق گیا
کہا آپ دانا و ہشیار ہیں ۔ طرف سے میری آپ مختار ہیں

آرایش نمودن دلپسند پری باراده رفتن به بزم فرخنده شاه

کیا محمل خور نے مغرب میں میل ۔ ہوئی جلوہ گر جب یہہ لیلاے لیل
ستاروں کی پشواز کر کے درست ۔ سجی تن پہ بند ثریا سے چست
کیا زیب سر تاج مہتاب کا ۔ شفق سے لیا غازہ موہنہ پر لگا
پری نے نہا دہو کے بے اختیار ۔ سجی نازنیں تن پہ سولہ سنگار
مغرق وہ پشواز ایک سر بسر ۔ کہ سورج کی جسپر ٹہہرتی نظر
جھلاجھل سو سی رنگ کی اوڑھنی ۔ فرشتوں نی تا نظر سی بنی
تھی اوڑھنی میں ہی یوں رخ کے تاب ۔ نمایاں شفق میں ہو جوں آفتاب
وہ شبنم کی انگیا جو اوسپر نگار ۔ جسے دیکھکر مست ہو وے بہار
وہ جالی کی کرتی بصد آب و تاب ۔ بنی جیسے پروین نما ماہتاب
گلیدار پاجامہ ایک زر درنگ ۔ تن نازنیں پر کہچا چست و تنگ

پڑا اگی گچھی کا شلوار بند ثریا و پروین ہوئی اونمین بند
ستارونکا ماتہی پہ افشان حنا لگا مسی و سرمہ اور پان کہا
مسی مین مسی یون رنگ لب کا عیان کہ ہو ابر مین جیسی بجلی نہان
جواہر کی زیور پہن جابجا بنی جیسی دولہن سنئی دلربا
چڑہی تخت اوپر دیا کل کو پہیر فلک پر پہونچتی لگی کچھہ نہ دیر
غرض ایک دم مین وہ طی کر کی راہ وہان جا کی پہونچی جہان تہا وہ شاہ

رسیدن دلپسند پری در بزم فرخندہ شاہ و رقص نمودن باندازہای دلفریب

وہان بزم دلکش تہی آراستہ مہیا سب اسباب دلخواستہ
بچہا تخت ایک اوسپہ مسند لگی جواہر کی گل بوٹون سی جگمگی
اور اوسپر تہا ایک نازنین جلوہ گر دہری سر پہ یکتاج رشک قمر
بہت خوش طبیعت سلیمان نگاہ کہ نام مبارک تہا فرخندہ شاہ
کہڑی باندہی صف جن وہان ہر طرف اور آگی کہڑی ایک پریون کی صف
ہر ایک حسن و انداز سی بہرہ مند صفائی مین سب مہر و مہ سی دو چند
وہان جا کی پہونچی جو یہ دلپسند بنائی ہوئی زلف مشکین کمند
دیا بل کمر کو بناز تمام کیا جا کی فرخندہ شہ کو سلام
نظر بہر اوسی دیکہہ کر شہ نی جب کہا کچھہ اشارہ مین حسب طلب
کیا اوسنی جب غمزہ حسن و ادا کہ انکار مین نکلا اصرار سا
کہا شہ نی تب دلپسند آ یہان میری پاس تک بیٹھہ آ میری جان

دوپٹہ سنبھال اور بدن کو چرا
لڑی آنکھہ سی آنکھہ مستانہ وار
ملین جب کہ مستانہ باہم نگاہ
چلا یار کا دامن دل پہ ہاتھہ
اوٹھی اتنی مین کہکی ہیسہ یا علی
ہوئی جا کھڑی سامنی ناز سی
ملا کر ہر ایک عضو کو ساز سی
لگی اسطرح کرنی جانانہ رقص
کیا اسطرح ناز خواہی سی بل
وہ طبلون کی تہاپونسی ویسی کمک
جڑہین سر پہ ویسی ہی سارنگیان
شرارت دلی سی سبہو نکی بہڑک
وہ گردن ہلانا نزاکت کی ساتھہ
وہ دل مست اٹہکھیلیون کی لپک
وہ ہر بار گردن ملانا غضب
فلک پر سی کرشمہ نی لی نگاہ
کہا شہ نی ہان اونکو بلوائیے
پری نی کسی کو اشارہ کیا
جھپٹ کر لیا ایک آن کی آن مین

گئی بیٹھہ جا کہہ کی بل دلربا
دل و جان ہوئی سینہ مین بیقرار
کہا مردم چشم نی واہ واہ
وہ چتون کی خوبی ادا اونکی ساتھہ
اور پشواز کو مار ٹھوکر چلے
پڑی زہرہ غش کھا اوس انداز سی
لگی ناچنی کافر انداز سی
کری جیسی طاؤس مستانہ رقص
فرشتو نکا لہرسی لہرایا دل
وہ تالون پہ ہر سر کی نکا دہمک
کہ تہین شمع دیپک کی مردنگیان
عیان صاف سینی سی دلکی دہڑک
وہ بجلی کی لب جھپ وہ تورونکی ساتھہ
قیامت تہا آنا اور جانا جھجک
کبھی زیر لب مسکرانا غضب
کہا واہ وا واہ وا واہ وا
مجھی اونکی صورت تو دکھلائی
بجا لاکی آداب دوڑ گیا
لی آیا وہ گل کو پرستان مین

کیا گل نے آ شہ کو جھک کر سلام ۔ بآداب شاہی و حسن تمام

ملاقات شدن گل با صنوبر بحضور فرخندہ شاہ

پھر اس نے اشارہ کیا گل کو جب ۔ کہی سرگذشت اپنی اور دل کی سب
تب اس شاہ نے رحم کہہ کر کہا ۔ اسی ہان کوئی جا صنوبر کو لا
گیا جلد ایک جن صنوبر کی گھر ۔ کیا لا کھڑا شہ کی پیش نظر
پڑی جب صنوبر پہ گل کی نگاہ ۔ زمین پر گرا کھا کی غش کر کی آہ
صنوبر سے شہ نے اشارہ کیا ۔ لیا اس نے آ گل کو جب سی اوٹھا
صنوبر کی جو پاس گل سینہ لگ کر ۔ اوٹھا پاس کے فرحت سی جگر

محظوظ شدن فرخندہ شاہ در وصل دلبندی

کہا شہ نے جو چیز مانگی سو دوں ۔ بہت آج میں تجھ سی محظوظ ہوں
کہا مجھ سی محظوظ گر شاہ ہے ۔ تو بندی کا ایک کام بتلائیے
کہا شہ نے تو زلا علی نور ہے ۔ نہیں ہونگا قاصر جو مقصود ہے
پری نے کہا سب وہ گل کا حال ۔ بسوز تمام و بدرد کمال
بلند اپنی کر ہاتھ سوئی خدا ۔ لگا دینے فرخندہ شہ کو دعا
جہانت بکام و فلک یار باد ۔ جہان آفرینت نگہدار باد
دل و کشورت جمع و معمور باد ۔ ز ملکت پراگندگی دور باد
گل نار پر درسی سن یہ دعا ۔ سہ شہ جن بہت مہربان تب ہوا
بلا ایک پری اور شہ نے کہا ۔ چمن میں انہیں جلد پہونچائیو
صنوبر اور گل کو بٹھا تخت پر ۔ ہوا میں سے لگے مارنے بال و پر

رسیدن گل با صنوبر پری در شہر من و شاد شدن پدر و مادرش

دیا تخت کو پھر اوسی باغ مین ۔ ہوا خشک تھا گل کے پیچھے جو باغ مین

ہوئی دیکھ کی گل کو تازہ چمن ۔ ہوئی غنچے فرحت سے سب خندہ زن

پھری باغ کی بخت سوتی ہی جاگ ۔ عروس چمن کا پھرا پھر سوہاگ

پڑی جو خواصون کی گل پر نظر ۔ ہوئین اٹھ کھڑی اوسکی لیکر اودہر

کوئی تخت کو بوسے دینے لگے ۔ بلائین کوئی آکے لینے لگے

نہا دہو چلی جلد خوشحال ہو ۔ چڑھانے علم کوئی درگاہ کو

لگی ناچنے کوئی فرحت مین آ ۔ کسی نے ملک ما کو مژدہ دیا

ہوا بس دلون سے وہ سب رنج دور ۔ تو ماباپ کی آنکھون مین آیا نور

ہوئے شادمان وہان کی سب مرد و زن ۔ کہ تابان ہوا پھر سہیل یمن

لگی پینے پھر وصل کی رل کے مل ۔ بجام طرب با صنوبر اور گل

لگا رہنے شہر مین سب کا سب ۔ بعیش و بعشرت بناز و طرب

لکھون اب دعا شہر داد دین ۔ کہ سر کر جسے آمین ہی روح الامین

الٰہی رہے جب تلک یہہ جہان ۔ سلامت رہے شاہ کشورستان

برآوین سبھی شاہ کی مدعا ۔ بطفیل علی یا مجیب الدعا

تمام شد مثنوی گل شہزادہ و صنوبر پری بتاریخ پانزدہم ۱۵ شہر رجب سنہ ۱۲۹۱ ہجری
در مطبع مصطفائی واقع محلہ محمود نگر بیت السلطنت لکھنؤ باہتمام محمد مصطفی خان
ابن حاجی محمد روشن خان مرحوم بطبع رسید

بسم اللہ الرحمن الرحیم

در توحید جناب احدیت و تحمید بارگاہ صمدیت

ثنا ہی جہان آفرین ہی محال — زبان اسمین جنبش کری کیا مجال

اوسیکی کمالات ہین سب عیان — کری کوئی حمد اوسکی سو کیا بیان

کہون کیا مین اوسکی صفات کمال — کہ ہی عقل کل یہان پریشان خیال

خرد کنہہ مین اوسکی حیران ہی — گمان یہان پریشان پشیمان ہی

زمین و فلک سب ہین اوسکی ظہور — مہ و خور اوسی سی ہین لبریز نور

یہہ صنعت گری اوس ہی صانع سی آئے — کف خاک کو آدمی کر دکہائے

نہ آوی کسو کی جو ادراک مین — سو رکہہ جای وہ اس کف خاک مین

بری ہیگا تعطیل و تشبیہ سیے — منزّہ ہی وہ ذات تنزیہ سیے

وہ ہی حاصل مزرع آسمان — کئی اوسنی دانہ مین خرمن نہان

سفید و سیہ کو نہین اوسکی بار — اوسی سی زمانی کی لیل و نہار

سوا اوسکی نقصان ہی گر دیکہئے — اوسکی ہی صنعت جدہر دیکہئے

سر رشتۂ خلق ہی اوسکی ہاتہہ — وہ شب بازان پتلیون کی ہی ساتہہ

سبہون مین نمود اوسکی ہی شان ہی — یہہ قالب ہین ساری وہی جان ہی

گل و غنچہ و رنگ و بو و بہار ۔ یہہ سب رنگ اللہ کی ہینگی یار

سما ارض و خورشید یا ماہ ہے ۔ جدہر دیکھو اللہ ہی اللہ ہے

اگرچہ یہان طرحین سبکی جدا ۔ پہ سب طرحین مین ایک نام خدا

نظر کر کی ٹک دیکھ ہر جا ہی وہ ۔ نہان و عیان سب مین پیدا ہی وہ

ہر صورت آئینہ ہیگا جہان ۔ اوسیکی یہہ سب عکس پڑتی ہین یہان

ملک جن و حیوان جماد و نبات ۔ جو اوس بن ہین توصیف ہی کا ثبات

عدم اور وجود اوس سی دونون ہین شاد ۔ وہی ہیگا مبدا وہی ہی معاد

در نعت سید المرسلین خاتم النبیین ص

مجہی ساقی دی کوئی جام عقیق ۔ ولیکن لبا لب ہو جسمین رحیق

رکہی آپ مین جسکی آمد مجہی ۔ کہ درپیش ہی نعت احمد مجہی

ثنا جان پاک محمد کے تئین ۔ درود و تحیات احمد کی تئین

رسول خدا اور شہ انبیا ۔ زہی حشمت و جاہ صلی علیٰ

دیا مجلس کبریا کا ہے وہ ۔ شرف طبقۂ انبیا کا ہی وہ

سب اس صفحہ مین ہی ظہور خدا ۔ پر اوس سی عبارت ہی نور خدا

جہان وہ ہی وہان جبرئیل امین ۔ اوڑ ہی حشر تک تو پہنچتا نہین

کری اوسکی قربت کوئی کیا بیان ۔ کہ تہا قاب قوسین ادنیٰ مکان

میرا زیبا اوسکی فرق نیاز ۔ کیا جسکی خلقت پہ صانع نی ناز

نہین پا شکستون کا کوئی دستگیر ۔ محمد بن اور آل بن اوسکی میر

مجہی چشم رحمت کی اک اوس سی ہے ۔ توقع شفاعت کی اک اوس سی ہے

اور ہین چار یار اوسکی جو دین کی ہم — کہون اونکی حق مین مین جو کچھہ سو کم
اونہون ہین نی یہہ دین مروج کیا — حقیقت مین وہ دین کی ہین دیا
حدیثین بہت اونکی ہین شان مین — خدا نی بہی فرمایا قرآن مین
کہ راضی ہون مین اونسی ای بیخبر — تو بغض انسی تی اپنی دلمین نہ دہر
درود آل پر اوسکی ہو صبح و شام — وہ ہی شافع حشر خیر الانام

مناجات بطور عاشقان زار در بلای جدائی گرفتار

پلا ساقیا بادۂ لعل گون — کہ ہو جا مین سرخ انکہین مانند خون
ہی اب حرف مستانہ کا دلمین جوش — کر آویزہ گوش گر کچھہ ہی ہوش
میرا زخم یارب نمایان رہی — پس از مرگ صد سال خندان رہی
رہی دشمنی جیب سی چاک کو — صبا دوست رکہی میری خاک کو
مژہ اشک خونین سی سازش کری — غم دل بہی مجہہ پر نوازش کری
جگر سی طپیدن موافق رہی — میرا درد دل مجہہ پر عاشق رہی
جو نالہ ہو شبگیر کا روشناس — وہ آٹہون پہر ہی رہی میری پاس
مژہ گرم اشکو نسی نمناک ہو — کہ سیلاب آتش یہہ خاشاک ہو
کری نیزہ بازی یہہ آہ سحر — کہ خورشید کی ٹوٹ جاوی سپر
خموشی سی مجکو رہے گفتگو — اوڑی پر لگا کر میرا رنگ رو
نہ مرہم سی افسردہ ہو داغ دل — شگفتہ رہی یہہ گل باغ دل
سدا چشم حیرت مین نسبت رہی — کبہی دیکہہ رہنی سی فرصت رہی
اگر ضعف تک کسب طاقت کری — میری ناتوانی قیامت کری

میری بیکسی ناز بردار ہو — ہر اون مین تو مرنی کو طیار ہو
بیابان مین آشفتہ حالی کرون — کہین تو دل پر کو خالی کرون
کرین دو نو عالم ملامت مجھی — ڈبو دیوین اشک ندامت مجھی
میرا ہاتھہ ہو چاک کا دستیار — کہ تا جیب و دامان ہو قرب وجوار
بھٹکنی سی مجکو نہو وار ہے — بہلا وی خضر کو مری گمرہے
جو ہو گرم رہ پاسی پر آبلہ — تو ہو جای سرد آتش قافلہ

در تعریف ساقی ستم بنیاد و عشق خانمان برباد

اری ساقی ای غیرت آفتاب — کہان تک پیون خون دلکی شراب
کبہو جام ہی سی بہی وا دید ہو — محرم ہمارا کبہی عید ہو
زہی عشق نیرنگ سازی تیری — کہ ہی کہیلنا جی یہ بازی تیری
تجہی سی ہی آب رخ رنگ زرد — تجہی سی میری دلمین اوٹھتا ہی درد
تجہی ربط کفار و دینداری — تجہی رشتۂ تسبیح و زنار سی
تجہی سی ہے بلبل کو نوحہ گری — تجہی پر ہی قمری بہی خاکستری
تیرا جذب دریا کو بہنی نہ دی — تیرا شور صحرا کو بسنی نہ دی
تجہی سی دل شاد غمناک ہے — تجہی سے میرا سینہ صد چاک ہی
تجہی پر ہتا جوانی ہو شہید — تجہی سے نہ برآئی میری امید
تجہی سی تہا مجنون بہی صحرا نورد — تجہی سی تہا فرہاد کو ہو نیہ فرد
تجہی سی کہلی نہ بہی خستگی — تجہی سی ہی وابستہ وارستگی
تجہی سی دل عاشقان ہی کباب — تجہی سی ہی پروانہ آتش بتاب

تجھی سی تھا احوال مجنون کا بد — غرض نیکیان ہین تیری لاتعد
تیرا کام دینا ہی بدنامیان — تیرا پیشہ دیکھی ہی ناکامیان
تجھی سی ہین آسیمہ ہین یار لوک — تیری تیغ سی قیمہ ہین یار لوک
تجھی مین ہین یہہ کارپردازیان — تجھی پر ہین موقوف جانبازیان
مجھی اوسکی چھپنی کا سودا رہا — ولیکن تیرا راز رسوا رہا
لہو اپنا عاشق پیا ہی کیئی — تیری جام پرچی دیا ہی کیئی
تیرا ہی نمک خوار ہی زخم دل — کہ مرہم سی بیزار ہی زخم دل
تجھی تک ہی مژگان سی یہہ ربط اشک — کہ مشکل ہوا ہی مجھی ضبط اشک
کہ پیری تو ہی ساقی لالہ فام — نہ لغزش ہی تجھہ بن نہ ہیگا کلام
کہان تک کوئی خون دل کو پیئی — کوئی کیونکر اس طرح ظالم جیئی

ماجرای عشق زبانی درویش دلریش کہ آن در سفر آمدہ بود دستش [illegible]

کسو معتبر سی روایت ہی ایک — کہ درویش سی یہہ حکایت ہی ایک
کہ ایک ملک مین مین قضارا گیا — جوان ایک وہان مفت مارا گیا
وہ جس طرح مارا گیا اب کہون — تعجب مین اوسکی مین کب تک رہون
سن اب آ جو کچھہ اوسکی سر پر ہوا — مصیبت زدہ بن اجل ہی موا
چلا تھا سیاحت کی مین ایک روز — مجھی جسکی شرمندگی ہی ہنوز
نظر جا پڑی جو مری ایک سو — سر راہ بیٹھا تھا ایک خوبرو
فقیرون کی سی جو تہی ایک اوسکی پاس — گلی مین نہایت مکلف لباس
تھا ایک اوسکی سر پر جو ہنگامہ جمع — پتنگی اکھٹی تھی جون گرد شمع

لقب اوسکا دیوانۂ عشق تھا / کہ شہرت مین افسانۂ عشق تھا

جوانی کی گلشن کا وہ تازہ گل / کرے جسکی خاکِ قدم غازۂ گل

اوسی کی سی بقدور تک سب کہین / سدا اوسکا منہہ دیکھتی ہی رہین

وہ ایک دودمان کا تھا روشن چراغ / جلاتی تھی ساری اوسی پر دماغ

دلی اوسکی دلمین ایک آتش نہان / کہ دیکھی جلا اوسی سارا جہان

سب آرام جاہین اوسی اضطرار / سراپا ہے ایک ایک دل بیقرار

نہ کچھہ ہوش گھر جانی کا اوسکو تھا / تشتت نہ مرجانی کا اوسکو تھا

نہ طاقت تھی تن مین نہ کچھہ جی کو تاب / نہ دل پاس اپنے صبر و آرام و خواب

ہرِ رہ دل قیمہ قیمہ لیئے / یہہ کہتا تھا مرجایئے بس جیئے

سن اۓ سس تو گلِ عشق کی بیکلی / رہا کرتی ماتم سرا وہ گلی

دل و صبر و ہوش و خرد او رحواس / رہین اوسکی وحشت سی سارے اداس

نہ ناموس کا ننگ نہ نام کا / میرا دوست دشمن تھا آرام کا

شب و روز فریاد کرنا اوسے / کئی بار ایکدم مین مرنا اوسے

تماشی کا دیوانہ پیدا ہوا / زمانی کو جسسے تماشا ہوا

جگر مین لی طپش تو شتابی کرے / تسلی دل سی خرابی کرے

کرے طرح خلعون سی وہ باغ کو / روانی اسسی سی زرد داغ کو

کرے تیر کراہے داغون سی دور / تو نزدیک ہی رودِ خون کا ظہور

سحر سرخ آنسو وہم رو یا کرے / رخِ زرد کو اپنی دھویا کرے

دلِ غمزدہ سی محبت اوسے / قیامت خوشی سی عداوت اوسے

وہ شیدا ہوں سے بہت کم فراغ — کہان صبر کرنے کا اوسکو دماغ

بدن گرد آلودہ بہن بہن کرے — لباس اپنا عریانی تن کرے

کری جیب تک وہ گریبان دری — تو دامن کی تب تک کری لیر لیرے

فراغ اوسکو ہو جیب جا کی بہی جب — خدا حافظ حال دامن ہو تب

اونہی اسکی جی پر فغان تا سحر — رہی برچہیان سجتی آہِ سحر

وہ ہر چند ہر صبح کو ہو ملول — ولیکن دعا اوسکی کیا ہو قبول

نہ آنسو کو اوسکی تہی اسپر نظر — نہ آہِ سحر مین تہا اسکے اثر

کہی رنگ رو کیون ہیرا زردی — رکہی ہات دل پر کہ کچہہ درد ہے

کری اپنی مژگان تر پر وہ ناز — کری اپنے زخم جگر سے وہ ساز

وہ کاشانہ دی نقش بتا کی تئین — کری تعزیت خانہ دنیا کی تئین

سنی نہ کسو کی نہ اپنی کہے — بیان اوسکا کچہہ گو مگو ہی رہے

رفتن درویش پیش آن جوان رستہ از خویش و دلدہی کردنش بسخنان نغز

لی آسانی کر یا وہ شوق ہے — سے مستی کا ہمکو بہی ذوق ہے

کہلا چاہتا ہی یہہ گلزار عشق — کہ پردہ مین کب تک بجی ساز عشق

یہہ قصہ جہان مین فسانہ ہوا — مجہی بہی سخن کا بہانہ ہوا

دلی کاہ وہ شمع محفل فروز — گئی بتین بڑہا تہا یہہ سینہ سوز

کہ جسکا یہہ مضمون تہا داستان — جلی جاتی تقریر کرتی زبان

تیری آتش عشق سرکش ہی یہان — جگر کیون نہ جل جائی آتش ہی یہان

نظر آگئین جارہا ہی یہہ جی — کہ آنکہون مین اب آرہا ہی یہہ جی

زن و مرد کی ہون زبانی سی تنگ ۔ ہوا ہون ہمین ساری قبیلہ کا ننگ
سدا خون دل مین طپیدہ ہون مین ۔ کہ آہ بلب نا رسیدہ ہون مین
تیری دوری مین پہنچی ہی ای حبیب ۔ وداع دم واپسین ہی قریب
جگر تو ہوا پانی بہا غم کی بیچ ۔ یہہ دم بہی ہوا ہی کوئی دم کی بیچ
دیا دل تو نہین جانا مینی تجہی ۔ نہ جانا نہ پہچانا تینی مجہی
نہ سمجہا یہہ بہی ای میری سر خاک ۔ کس امید پر مین ہوا ہون ہلاک
تو جب سی دراو پہ نظر آ گئی ۔ رہین آفتین میری سر پر آ گئی
نہ نامہ نہ پیغام نی رسم و راہ ۔ یون ہی ہوتی جاتی ہی حالت تباہ
دل و دیدہ سب مدعی ہو گئی ۔ تماشائی مہر بہت رو گئی
کئی بار جان لب پہ آ پہر گئی ۔ کہان ہی تو ای گل ہوا پہر گئی
یہہ حیران ہون صبر آتا نہین ۔ تصور تیرا جی سی جاتا نہین
خراشش جگر سی ہی چہاتی مین درد ۔ کہ جس سی ہوا جاتا ہی رنگ زرد
رہا کرتی ہی داد بیداد یہان ۔ دل شب سی گذری ہی فریاد یہان
سر رہ پہ آ دیکہہ یہہ خستہ حال ۔ کہ ہی نقش پا کی طرح پایمال
تیری درد غم مین جو جن کیا ۔ سنا ہی کیا نام مہر و وفا
نہ آیا نظر [illegible] ولیک ۔ نہ اتنا کہ جاتا ہی جیسی ایک
تیری غم مین ای آفت روزگار ۔ ہزارون بلائین ہین یہان روبکار
کہان ہی تو محمل نشین صبا ۔ سر راہ نالان ہون مثل درا
کہہ اسطرح سی حال دلکا تمام ۔ خموشی کی تیغون سی ہو نا تمام

مطلع شدن درویش بر حال جوان و دلسوزی نمودن و دریافتن نشان مکان معشوق از زبان آن خستہ جان

کہان ہی تو ای ساقی گلعذار ‏— کہ دی مجکو جام می خوشگوار

کہون قصہ عشق کی کیف و کم ‏— قلم بیخودانہ کری کچھ رقم

مجھی آہ اک اوسکی دلکی لگے ‏— کہی تو کہ سینہ مین برچھی لگے

گیا زہرہ آب دل آب ہو ‏— کہا آگے جاکر مین بیتاب ہو

کہ ای نازپرورد مہر و وفا ‏— کوئی اپنے جی پر کری ہی جفا

مثل ہے کہ جی ہی تو ہیگا جہان ‏— وگرنہ موی پر تو کیا میری جان

تلف یون نہین جان کرتا کوئی ‏— نہین اس سلیقی سی مرتا کوئی

ترے دل ہو معلوم تا بول ٹک ‏— تو مژکان خون بستہ کو کہول ٹک

سخن حیرت آلودہ کہنی پہ آ ‏— کچھ اک دلکی باتین زبان پر بھی لا

تو مہر خموشی کو اب دور کر ‏— سخن خون آلودہ مذکور کر

وگرنہ تو رک رک کی مر جائیگا ‏— یہی عشق کام اپنا کر جائیگا

تو ہی صرصر غم سی آتش بجان ‏— دیا سا نہ بجھ جائیو ای جوان

تو ای شمع خامش زبان ٹک ہلا ‏— کہ کس مجلس افروز سی تو جلا

تو کس آتش تند سی ہی سپند ‏— ترا دود دل کیون ہوا ہی بلند

جلائی ہی آتش تری میری تئین ‏— کیا داغ کس شعلہ نی تیری تئین

تیری سوز دل نی جلایا مجھی ‏— تیری دلکی آتش یہہ کیونکر بجھی

تیری داغ آتشکدہ کیون نہون ‏— یہ یہہ کہہ بھبھوکے جہاسا ہی کیون

گھٹا پاتی ہین تجکو ہر صبح و شام
نہ کا ہیدہ ہو جاتا ماہِ تمام

تیرا درد پنہان ہی گو آشکار
پہ مجھسی بیان کر کہ ہون رازدار

کہین دل لگا ہو تو یہہ مجھسی کہہ
کہون اوس سی جا کر غمین تو نرہ

جہان تو مجھی بہیجی وہان جاؤن مین
کہی کام جو تو بجا لاؤن مین

جو حورِ بہشتی بہی ہو تیری یار
کرون مین ملک کی طرح وہان گذار

خدا جانی کیا جی مین بات آگئی
کہ دلجوئی میری اوسی بہاگئی

یہہ سنکر جوان فزو رفتہ نی
جگر سوختہ اور دل تفتہ نی

کیا سوزِ دل کو لبون پر نمود
زبان تاب کہانی لگی مثل دود

سخن ہوئی لاسکی نمودار کچہہ
لگا کرنی پیچیدہ گفتار کچہہ

کہ جس سی یہہ معنی ہوئی مستفاد
کہ ای غمگسارِ دلِ نامراد

جو دلجوئی میری ہی مدِ نظر
تو یہان ایک محلہ ہی تک قصد کر

نہین اوسکو درکار کچہہ جستجو
سرا ایک ترسا کی ہی قبلہ رو

زبان سی میری دریہ یہہ جا کی کہہ
کہ احوال سی میری غافل نرہ

تیری واسطی خوب رسوا ہوا
میری سر پہ ہنگامہ برپا ہوا

تن ای شکیبائی مطلق نہین
اور اب تابِ تنہائی مطلق نہین

ہی جب تک مین [illegible] تاب و توان
اوٹہایا تحمل کا بارِ گران

رفتن درویش بخانہ ترسا و مشاہدہ کردن جمال معشوق آن شیدا

دی ساقی شتابی سی اک جامِ عشق
کہ لکھنی لگا ہون مین پیغامِ عشق

ہوا آخر اب دل کا سب خون ناب
پیون کب تلک ایک کلابی شراب

کہی سی جو انکی غرض قصد کر — گیا بندہ ثریا کی دروازہ پر
سن آواز دستک کی اک شاب جور — مہ چاردہ سی نپٹ باشعور
دو چار آکی محجوبی ہوئی ایکبار — گیا جھکی دیکھی سی صبر و قرار
ہوئی دیکھی سی جب حقیقت عیان — کہا مین کہ آخر بشر تہا جوان
بشر کیا ہی دیکھہ ایسی آفت کی تئین — فرشتہ بہی رو بیٹہی عصمت کی تئین
کہا مینی پیغام جو آیا بن — یہ خوبی سی اوسکی کرون کیا سخن

بیان سراپای ان دختر ثریا

مژہ بحث عاشق سی کی برگشتگی — نگہ ایک عالم کی سرگشتگی
قد و قامت اوسکا کرون کیا بیان — قیامت کا ٹکرا ہوا تہا عیان
وہ جسطرف کو اچپلی آوتی تہی — قیامت جلو مین چلی آوتی
مین سودائی اوس زلف باریک کا — ہر ایک مو سبب رنج تاریک کا
شکن اوسکی کاکل کا دام بلا — ہر ایک حلقہ زلف کا دام بلا
بہہونکی کمانون سی لگ زلف تار — اولٹتی تہی اوڑ اوڑ کی جون تیرہ مار
ہلین اوسکی ابرو جدہر کر کی ناز — کرین اوس طرف ایک عالم نماز
کمان اوسکی ابرو کا عاشق کمین — خدنگ اوسکی مژگان کی سب دلنشین
نہ آنکھون کی مستی کی اوسکو خبر — خرابی پہ عاشق کی مد نظر
نگہدار ہی سرخی چشم کی — طرفدار تہی سی نی خشم کی
شہید اوسکی چشمک کی لختکان — ہدف مین نگاہونکی دل خستگان
مژہ موجب قتل جمع کثیر — غرض سب ہی تہی ایک ترکش کی تیر

پہ چھپین اوسکی غمزہ مین کتنی سنان — نمایان ہوئی سب پہ مرگ جہان

جبین کھول دی اوس پہ یزدان نی — کہ چھین مانی خوبان نوشاد نی

روان اوس شب افروز سی اشک شمع — تہین سی ہی ہار روشن تھی شکل شمع

پڑھی منفعل رنگ رخسار سی — خجل کبک انداز رفتار سی

سوا اوسکی باتون کی سب باتین ہین — جسی سنکی مُردی بھی جی جاتی ہین

لب سرخ اوسکی وہ گلبرگ تر — چھپین جسمین دندان کی سلک گہر

دہن غنچۂ ناشگفتہ سی کم — سخن پہر و راہ تنگ عدم

تبسم تک ایک گروہ دلکش کری — تو گلشن مین گل صد چمن غش کری

نہ دیکھا کسی نی تن اوسکا صاف — نظر کر نہ ٹھہری تو رکھیی معاف

کمر اوسکی ممکن نہین ہاتھ آئے — مگر صاحب دست غیب اوسکو پائے

کیا اوسنی پامال کتنون کا خون — حنا اوسکی ہاتھون مین کشتون کا خون

نہ رنگ صفائی فقط تن تیہا — کہ مینا کا خون اوسکی گردن پہ تہا

ادا اوسکی عاشق کی جی سی بلا — نہ تیری تمہاری سبھی کی بلا

اگر جلوہ گر ہو وہ محشر خرام — تو معلوم ہی محشر جہان کا قیام

خرامان خرامان جدہر سے آگئے — قیامت ہی گویا اودہر سے آگئے

اوسی لغزش پا سے ناز سے — وہ ہووی سرافراز انداز سے

نہ ہووی وہ دن جب یہین ہووی نقاب — چلا جاوی پردہ ہی مین آفتاب

ہوئین طرح اس سی جفاکاریان — نکالین ہین اوسنی دل آزاریان

ترحم کو پاؤن تلے وہ ملے — ستم اوسکے کوچہ سی بچ کر چلے

جو آمد ہوا اوسکی نصیب چمن — کری برگ گل عندلیب چمن

گلی اوسکی سی خلد کو تھا شرف — بہشت اک گنہگار سا ایک طرف

زمین اوسکی ایک دشت گلزار تھی — نسیم چمن وہان گرفتار رہتی

گلی اوسکی وہ قتل گاہ عجیب — شہادت جہان خضر کو ہو نصیب

وہی جا ہی باش دل عاشقان — اوسی پر معاش دل عاشقان

صبا گر اوڑا دی اک اک وہانکی خاک — تو سنگین زمین سی دل چاک چاک

کئی نالہ کش وہان کئی نعرہ زن — لئی خون گرفتہ کئی بے کفن

کئی بیوطن وہان بسفر کر گئی — سسکتی ہین کتنی کئی مر گئی

ہر ایک جان ہر شخص ناکام کیے — ہوا وار اوسکی لب بام کی

برباعی طلب جواب دادن آن طناز دراز زبان درویش شنیدہ جان دادن عاشق جانباز

پھرون سا قفا گرد ہر دم ترے — گلابی ہی منہ کو لگا دی مرے

تجھی مست آب سیہ دیکھ کر — چلون خامہ سان میری مطلب جدھر

سنا وہ جگر سوز پیغام جب — رکھی آشنا حرف سی لعل لب

پڑھی ایک رباعی تکرار عتنا — کہ مضمون جسکا یہہ موزون ہوا

کہ ہجران مین جو بیقراری کری — سر راہ فریاد و زاری کری

محبت کی رہ مین یہہ پہلا ہی گام — کہ سر سی گذر جانی ہی شاد کام

نہین شرط الفت مین حین حین — اگر بیٹھ اوٹھی دم واپسین

جو ہوتا ہی پڑتا ہو جون آبلہ — وہی غم مین واماندہ قافلہ

نہ سونی دی نالون سی ہمسایہ کو — ہلی مرک ایسی فرومایہ کو

نہ جو ہجر کا ہو سکی پایمال ۔ تو بہتر ہی ہوتا ہی اوسکا وصال

گیا مین جواب اوسی لیکر اودہر ۔ سر رہ تہا پامال غم وہ جدہر

حقیقت بیان کی مین اوس جا بی ۔ جو اوسنے یہہ سنتی ہی اک ہای کی

گئی تہا تہا اوس ہای کی اوسکی جان ۔ گرا خاک پر ہو کی بیدم جوان

گئی تہا مگر رہ سفر کر گیا ۔ کہ اک بات کی بات مین مر گیا

نہ ہوئی دیر اوسی جان سی ہو گئی ۔ مجھی بات کی کہتی لاگی جیسی دیر

میری بات مین خون بلبل ہوا ۔ دیا سا وہ جلتا جو تہا گل ہوا

مین یہہ واقعہ دیکہہ کہبرا گیا ۔ کہ کیون یہہ گل تازہ مرجہا گیا

نہ سوجہا مجہی اور کچہہ اس سوا ۔ کہ کرتی بیان طرف ثانی سے جا

ملامت کرون اوسکو مین ایکہان ۔ کہ اوسی بی حقیقت گئی اوسکی جان

تیری نازبیجا کا تو کیا گیا ۔ پر ایک بیگنہ مفت مارا گیا

رہی گہر مین خوبی پہ تجہکو نظر ۔ سر رہ گیا ایک جی سی گذر

ہی ایک مشت خاک اوسکی ذلت کا باب ۔ تیری آستان پر ہی مٹی خراب

یہہ تہیرا مین اودہر روانہ ہوا ۔ ادہر مرنا اوسکا فسانہ ہوا

وفات معشوق وفاکیش از استماع جان دادن عاشق دلریش

دی ایک ساقی ماہ پیش ایک جام ۔ گیا کاستن ہی مین ماہ تمام

کہان ہی وہ خون کبوتر سی مے ۔ کہ پی کر فغان کہینچی مثل نے

غرض جو نہی کر قطع مین راہ کی ۔ گیا وہان جہان منزل ماہ تہی

کی آواز دستک کی بار دگر ۔ ہوئی گہر مین القصہ میری خبر

نکل آئی در او پر ایک پیرزن
کہ کیون دوسری بار آیا ہی تو
کوئی رنگ یا تھا پیام جوان
بیان کر جو تجکو ہو کہنا شتاب
کہا مینی ای پیرزن کیا کہون
پیام اوسکا لایا تہا مین اسلئی
سو میہا نسی گیا مین لی ایسا جواب
نہ تہی تاب حرف درشت اوسکی تئین
نہ مشغول وہ یون ہین زاری سی تہا
نہ سمجھی پہر شک پری اوسکے تئین
چڑہا اپنی تیوری اک انداز سے
کہ جب کو نہو تاب لانیکی تاب
ہوا سامنی اوسکے مین حرف زن
جوان سنتی ہی کر کی ایدہر نگاہ
وہی ماجرا کہنی آیا تھا یہان
کہہ اوسکو کہ ای کشتۂ غمکی جان
یہہ کہہ دو قدم وہانسی تہا مین چلا
گذرنی لگے دلسی آواز آہ
صدا ایک نوحہ کی آنی لگے

لگی کرنی عشق جوان سی سخن
شکوفہ نگر اور لایا ہے تو
جو مہر تو شتابی سی آیا یہان
کہ ہی منتظر غیرت آفتاب
عزادار اوس نوجوان کا مین ہون
کہ وہ بی اجل مرتا ہی تک جیسے
کہ جسمین نکلتا تہا ناز و عتاب
کیا غمنی تہا نیم کشتہ اوسکی تئین
وہ بیتاب بی اختیاری سی تہا
دکہائی دی عشوہ کری اوسکے تئین
کہا تجہسی اغماض اور ناز سے
ہی اوسکا شتابی سی مرنا صواب
یہہ اوسکی زبان سی کہا مین سخن
سررہ کیا جان سی پہر کراہ
خبر اوسکی مرنی کی لایا تہا یہان
گیا آخر الامر جی سی جوان
کہ ایک شور کانون مین میرلی پڑا
لگا ہونی آنکہون مین عالم سیاہ
کہ یعنی وہ دختہ تہکانی لگے

محبت نے کام اپنا پورا کیا
کہ اون دونو لعلوں کو جوڑا کیا

مین عاشق کے بیچ نادم ہوا
کہ میری سبب دونو ناجی گیا

بیان قدری از راز و نیاز عشق و اختتام مثنوی مسمی بہ اعجاز عشق

یہ بہی رونی کے جا ہے ساقی سنا
کہ بدلی گرگٹ کی ہی یہان دل بہنا

ذرا دارو دے سایۂ تاک مین
برنگ گل اب لوٹئے خاک مین

عجب یہہ نہین خامہ کہا پیچ و تاب
کہ ہی مہر یہہ عشق خانہ خراب

سنا ہی کہ فرہاد بیکس ہوا
اور اس عشق نی شیرین سی کیا کیا

عزا کا ہی مجنون کی نوحہ پڑا
سیہ خیمہ لیلی کا ہی ہی کہڑا

گئی آہ نل کی فلک سے ادہر
دمن ہو گئی بگولہ زمین کی ادہر

بہت عشق کی آگ مین جل گئے
بہت اودہی جاتی ہین شعلے نئے

گئی جل گئی کتنی تتنکون کی جان
ہی شمع نسی اک دود دل ہی نشان

بہنور کی بہی جی پہ پڑ ہی کل بلے
کنول کے کہلی آنکھ بہر مند گئے

گئی نالی بلبل سی ہی یاد گار
خزان اس چمن مین ہی گل کی بہار

کہین ساقی دے آب گل رنگ
کشادہ بہی کر اس دل تنگ کو

کئی لگ کے مینا کی ٹک روئیے
فسانہ بہی آخر ہی اب سوئیے

بعونہ تعالی تمام شد مثنوی اعجاز عشق از تصنیفات میر تقی مرحوم بتاریخ پانزدہم شعبان سنہ ۱۲۷۱ ہجری باہتمام محمد مصطفی خان ولد حاجی محمد روشن خان غفر اللہ ذنوبہما در مطبع مصطفائی واقع بیت السلطنت لکھنؤ محلہ محمود نگر زیر اکبری دروازہ حلیۂ طبع پوشید